© rasailojaraid.com

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس ایک جائزہ

حافظ محمد عبدالرحمٰن ثانی

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داریوں، کارکردگی اور کاوشوں سے عدم واقفیت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اس کونسل کا فائدہ کیا ہے؟...... اور اب تک اس نے کون سا ایسا کام کیا ہے جو ملک وقوم کے مفاد میں ہو یہ تو ہمیشہ اختلافی مسائل پر ہی رائے زنی کرتی ہے......وغیرہ وغیرہ۔

۱۹۸۸ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ملکی معیشت سے سود کے خاتمہ کے لئے ایک جامع رپورٹ مرتب کرکے حکومت کو پیش کی۔ اس رپورٹ میں سودی نظام کے خاتمہ کے لئے جو اقدامات تجویز کئے گئے ان میں سے بیشتر پر اسلامک بینکنگ سیکٹر نے عمل پیرا ہو کر اسلامی بینکاری کی بنیاد رکھی اور آج اسلامی بینکاری تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہی ہے......ذیل میں اس رپورٹ کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے اس کے دیگر حصے انشاء اللہ قسط وار پیش کئے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کونسل نے اپنے حصے کا کام کس خوش اسلوبی سے اور کتنا پہلے کرکے دے دیا تھا، اس رپورٹ کی بعض جزئیات پر پرائیویٹ سیکٹر میں عمل درامد ہوا، اگر اس کی کامل تنفید اسمبلی کے ذریعہ ہو جاتی تو نتائج بہت ہی مفید ہوتے......

پاکستان کی مسلم عوام، عوامی جماعتیں اور بالخصوص مذہبی جماعتیں اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی واقعتاً حامی ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے لئے اپنا اثر ورسوخ اور پارلیمانی قوت صرف کریں، اور ان قوانین میں اسمبلیوں سے ترامیم کروائیں جن کی نشاندہی کونسل کر چکی ہے اور جن کا متبادل بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ ساری ترامیم قوانین کو اسلام کی روح کے مطابق بنانے ہی کے لئے ہیں اور اگر یہ ہو جائیں تو نفاذِ اسلام کا کام بہت حد تک ہو جائے گا......

☆الکون بنیی علی النظام فعلیك بالترتیب فی ملبسك وبیتك ومكتبك وواجبك.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کونسل کی بعض اہم سفارشات

کونسل کے نزدیک مندرجہ ذیل سفارشات فوری اہمیت کی حامل ہیں اس لئے حکومت کو چاہئے کہ ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔

۱۔علم وتحقیق اور بالخصوص ایسی ایجادات جو انسان کے لئے نافع ہوں پر انقلابی انداز میں کام کیا جائے ۔چنانچہ حکومت اعلان کرے کہ جو کوئی بھی نئی ایجاد کرے گا اس کو اس کی ایجاد کی مناسبت سے نہ صرف گولڈ میڈل اور بڑی رقم انعام میں دی جائے گی بلکہ ایجادات کے سلسلہ میں مالی سہولتیں بھی فراہم کی جائیں گی ۔بعض مغربی ممالک نے ایسی ترغیبات کے ذریعہ اپنی تہذیب وثقافت معیشت اور طاقت کو بلندی پر پہنچا دیا ہے۔

۲۔یہ بھی اعلان کیا جائے کہ جو بھی اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والے مضامین میں سے جو مضمون یا' ریڈیو' ٹی وی کے پروگراموں اور دیگر فورمز کے ذریعہ اندرونی وبیرونی مسائل کی بابت قوم کی فکری رہنمائی کے لئے نمایاں کردار ادا کرے گا اس کو بھی قیمتی انعامات دئے جائیں گے۔

۳۔نفرت' عصبیت اور تشدد کے خاتمے اور امن واتحاد کے لئے نمایاں اور موثر کردار ادا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ہر سال ایسے اشخاص کو ستارہ امتیاز اور وی آئی پی کے ایوارڈ دئے جائیں۔

۴۔پانچ نکاتی یا پیپلز یا تعمیر وطن پروگراموں میں یہ شرط رکھی جائے کہ ترقیاتی منصوبوں میں ان علاقوں یا شہروں یا بستیوں کو ترجیح دی جائے گی جہاں لوگ معتبر تحقیق کے مطابق نماز کے عادی ہیں۔

۵۔سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کی تقرری اور ترقی کے لئے نماز کی شرط عائد کی جائے اور جو ملازمین دانستہ اور عادتاً' نماز ادا نہیں کرتے ,ان کے لئے پہلے وارننگ,پھر جرمانہ پھر برطرفی کا قانون بنایا جائے۔

۶۔شرعی حجاب کا قانون فوری طور پر نافذ کیا جائے اور اس پر سختی کے ساتھ پابندی کرائی جائے۔

(الف)**الناس علی دین ملوکھم** کے پیش نظر حکمرانوں اور حکام کے لئے لازم قرار دیا جائے کہ وہ سادہ لباس پہنیں۔عمارات' مکانات اور فرنیچر وغیرہ سب سادگی کے مظہر ہوں۔شاندار دفاتر اور فرنیچر سے ملک کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ملک وقوم کی حقیقی شان ان کی خوشحالی ہے جو صرف سادہ

☆اخرج الی الفضاء'وطالع الحدائق الغناء 'وتفرج فی خلق الباری وابداع الخالق.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرز زندگی سے نصیب ہوسکتی ہے۔ تمام ارباب اقتدار اور بیوروکریسی اپنی محل نما کوٹھیاں چھوڑ کر چھوٹے مکانات میں منتقل ہوجائیں۔ بڑے رقبہ والی کوٹھیوں کو زیادہ سے زیادہ چھ چھ سو گز کے ٹکڑوں میں تقسیم کردیا جائے۔

(ب) پاکستانی سفارت خانوں میں پریس اتاشی، ملٹری اتاشی اور معاشی وزیر کی مانند اسلامی امور کا ایک وزیر بھی مقرر کیا جائے جو مستند عالم دین ہو کیونکہ نہ صرف پوری دنیا میں پیغام الٰہی پہنچانا امت مسلمہ کے لئے فرض ہے بلکہ مغربی معاشرہ جہاں خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، مستند اطلاعات کے مطابق حقیقی اسلامی تہذیب سے متاثر ہورہا ہے۔ چنانچہ وہاں بڑھتے ہوئے مثبت اثرات منطقی طور پر ہمارے ملک میں بھی ایسا سازگار ماحول پیدا کردیں گے جس میں ہماری قوم مغربیت اور مادیت سے تائب ہوجائے گی۔

(ج) مغربیت اور مادیت سے نجات حاصل کرنے میں سگریٹ نوشی پر پابندی کافی حد تک ممدومعاون ثابت ہوسکتی ہے۔ بچوں کے لئے سگریٹ نوشی پر پابندی کا قانون موجود ہے۔ اس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ نیز تمام پبلک مقامات اور دفاتر میں سگریٹ نوشی ممنوع قرار دی جائے۔

۷۔ خواتین کے لئے خصوصی تربیتی کورسز

تحصیل و دیہی سطح پر خواتین کے لئے مختلف تربیتی کورسز مثلاً کڑھائی، سلائی کا کورس، نرسنگ کورس، تدریس کا کورس، دستکاری کا کورس اور ایسے دیگر کورس خصوصیت کے ساتھ شروع کئے جائیں جن کو خواتین آسانی کے ساتھ گھر بیٹھ کر کرسکیں اور ان سے ان کی آمدنی بھی ہوسکے۔

۸۔ بیواؤں اور دوسری بے سہارا خواتین کے لئے زکوۃ فنڈ سے خصوصی انتظامات۔

زکوۃ کے مروجہ نظام کے تحت بیواؤں اور بے سہارا خواتین کو اگرچہ زکوۃ فنڈ سے کچھ مالی امداد ملتی ہے لیکن زکوۃ فنڈ کے نظام کی بعض خرابیوں کی وجہ سے مستحق بیوہ اور بے سہارا خواتین تک یہ فنڈ صحیح معنوں میں نہیں پہنچ پارہا۔

لہذا اس نظام کی خرابیوں کو دور کرتے ہوئے مستحق بیواؤں اور بے سہارا خواتین کے ہاتھوں تک اس کے استحقاق و ضرورت کی مالی امداد میں زکوۃ فنڈ پہنچانے کے انتظامات کو حسب ضرورت آسان اور یقینی بنایا جائے۔

۹۔ ازدواجی تنازعات میں مصالحتی کوششوں کو عام کیا جائے۔

☆البس وسطا لا لباس المترفين ولا لباس البائسين ولا تشهر نفسك بلباس وكن كعامة الناس.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس بات کی اشاعت اور تربیت عام ہونی چاہئے کہ میاں بیوی کے معاملات میں اختلاف کی صورت میں بے دھڑک طلاق اور خلع تک جا پہنچنے کے بجائے قرآن مجید کے احکام کے مطابق پہلے فریقین باہم مشاورت اور بات چیت سے مفاہمت کرنے کی کوشش کریں اور اگر اس کوشش میں ان کو ناکامی ہو تو پھر قرآن پاک ہی کے حکم کے بموجب حکمین کا تقرر کیا جائے جن میں سے ایک شوہر کے خاندان سے اور دوسرا بیوی کے خاندان سے ہو تا کہ آپس کے تعلقات میں گڑبڑ کی صورت میں اسلامی طریقے کے مطابق مصالحتی کوششیں بروئے کار لائی جاسکیں۔ یہ حکم گھر کے معاملات کو خوش اسلوبی سے گھر کے اندر ہی حل کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰۔ازدواجی تنازعات کے عدم حل کی صورت میں خاوند کی طرف سے طلاق بدعی کو قابل تعزیر قرار دیا جائے۔

اگرچہ شریعت نے طلاق کو جائز امور میں مبغوض ترین عمل قرار دیا ہے تاہم اگر مصالحتی کوششوں کے باوجود میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو آخری چارہ کار کے طور پر طلاق کی صورت میں علیحدگی بھی اختیار کی جاسکتی ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں دین کا مناسب علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو طلاق دینے تک کا طریقہ نہیں آتا اور بہت سے لوگ فوری اشتعال میں آکر بدعت کا ارتکاب کرتے ہوئے غلط طریقہ سے طلاق دے ڈالتے ہیں اور پھر پچھتاتے پھرتے ہیں۔اس معاملہ میں بھی لوگوں کو تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔پاکستان میں ایک مسلمان شہری کو بخوبی علم ہونا چاہئے کہ طلاق احسن کے ذریعے علیحدگی اختیار کرنا شرعاً پسندیدہ ہے اور اس میں وہ مسائل بھی نہیں پیدا ہوتے جو طلاق بدعت سے پیدا ہوتے ہیں۔لہذا ضروری ہے کہ طلاق بدعی دینے والے کو تعزیراً سزائے جرمانہ دی جائے اور اس بات کی عوام میں مناسب تشہیر بھی کی جائے کہ ایسا کرنا جرم ہے۔کیونکہ ایک ہی مجلس میں ایک سے زائد طلاقیں دینے کے نتیجے میں قانونی اور شرعی دشواریاں زیادہ پیچیدگیوں کا باعث بن جاتی ہیں۔اس سے مقاصد شریعت اور حسن معاشرت میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔لہذا تمام مسلمانوں کو اس ضمن میں ضروری دینی تعلیم دینا علماء کرام کے ساتھ ساتھ ریاست کی بھی ذمہ داری ہے۔مناسب ہوگا کہ پہلے مرحلہ کے طور پر بی اے کے نصاب اسلامیات میں نکاح وطلاق اور عائلی امور سے متعلق اسلام کے ضروری احکام شامل کردیئے جائیں اس سے کم از کم تعلیم یافتہ طبقہ میں موجود لاعلمی دور ہو جائے گی۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف عدالتوں میں کام کرنے والے عرضی نویس

☆لا تغضب فان الغضب يفسد المزاج ويغير الخلق ويسيء العشرة ويفسد المودة ويقطع الصلة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور محررین کی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے اور کسی عرضی نویس یا محرر کو کسی ایسے شرعی موضوع سے متعلق دستاویز تیار کرنے کی جس کا اس کو مناسب علم نہ ہو اجازت نہیں ہونی چاہئے نیز نکاح وطلاق کے احکام پر مشتمل کوئی کتابچہ یا پمفلٹ تیار کرکے بوقت نکاح فریقین کو مہیا کیا جائے تاکہ ان کو نکاح وطلاق کے بارے میں احکام شریعت سے واقفیت ہو جائے اس کتابچہ کی نقول عرضی نویس کو بھی مہیا کی جائیں۔

۱۱۔ مطلقہ رجعیہ کے لئے دوران عدت خاوند کے گھر میں رہائش کا اہتمام کیا جائے۔

طلاق رجعی کی صورت میں دوران عدت میاں بیوی ایک ہی جگہ پر رہائش پذیر رہیں اس بات کو قانوناً لازمی قرار دیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والے پر سزائے جرمانہ عائد کی جائے۔ اس پابندی کا مقصد یہ ہے کہ کئی ماہ تک ایک ساتھ رہنے سے فریقین کو رجوع کے مواقع میسر رہیں گے جو شریعت کا اصل منشاء ہے۔

۱۲۔ قصوروار فریق کو مناسب تعزیری سزا دینے کا اہتمام کیا جائے۔

شادی بیاہ کے جھگڑوں میں جو فریق قصوروار پایا جائے اس کو مناسب تعزیری سزا (جرمانہ) دی جائے، مثلاً اگر شوہر کا قصور ہو تو اس صورت میں جرمانے کا حصہ بیوی کو دلایا جائے اور بیوی کی غلطی ہو تو اس پر بھی کوئی مناسب تاوان عائد کیا جائے۔

۱۳۔ خواتین کو جائیداد میں حصہ دلوانے کا اہتمام۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ہندو تہذیب کے اثر سے بعض برادریوں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ بیٹیوں کو والدین کی جائیداد سے حصہ نہیں دیا جاتا جو نہ صرف ظلم اور ناانصافی ہے بلکہ قرآن مجید کے واضح احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ یہ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہر مسلمان فرد کو یہ باور کرایا جائے کہ والدین کی جائیداد سے بعض ورثاء کو محروم کرنا ناانصافی اور احکام شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے لہذا حکومت کو چاہئے کہ وراثت کے شرعی احکام کی دانستہ خلاف ورزی کے مرتکب افراد کو مناسب تعزیری سزا دی جائے حکومت کو یہ بھی چاہئے کہ عوام الناس کو بذریعہ تعلیم اور ذرائع ابلاغ عامہ یہ بات ذہن نشین کرائے کہ جائیداد سے بچیوں کو بھی وراثت ملنے کا اہتمام ہو اور اسلام کے معاشی نظام کے فروغ کے حالات پیدا ہوں اور ہندوانہ رواج کا خاتمہ ہو کر قرآنی حکم کی تعمیل کا سامان ہو۔ محض شادی کے وقت لڑکی کو ملنے والا جہیز اس کا وراثتی حصہ متصور نہیں کیا جا سکتا۔

☆سافر احیانا لتجدد حیاتک ولتطالع عوالم اخری ولتشاهد معالم جدیدۃ وبلدا نا اخری ففی السفر متعۃ.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۴۔جہیز کی لعنت کے خاتمہ کی راہ ہموار کی جائے۔

شادی جو دراصل سنت رسول ﷺ اور اسلامی معاشرہ کی اخلاقی اقدار کے تحفظ کا ایک بڑا ذریعہ ہے افسوس کہ ہمارے ملک میں بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا سبب بن گئی ہے۔ہم نے ہندوؤں کے اثر سے جہیز،بری،مہندی اور نہ جانے کیا کیا خرافات اپنالی ہیں جنہوں نے ہمارے معاشرہ کو بے شمار اخلاقی برائیوں کے ساتھ ساتھ معاشی اور معاشرتی مشکلات میں بھی مبتلا کردیا ہے۔ان بے معنی رسموں کی پابندی سے استطاعت نہ رکھنے والے افراد کو مشکلات پیش آتی ہیں اور ان کو زندگی بھر کے روگ میں مبتلا کردیتی ہیں۔نتیجتاً بہت سے لوگ یا تو ہمیشہ کے لئے بن بیاہے رہ جاتے ہیں یا زیادہ دیر تک شادی نہیں کرسکتے جس سے بہت ساری اخلاقی،نفسیاتی اور روحانی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ان خرابیوں کا احساس کرتے ہوئے ہمارے ملک میں ۱۹۷۶ء میں شادی بیاہ کے موقع پر جہیز اور تحائف کی تحدید کا قانون جاری ہوا تھا جس کی رو سے لڑکی کی شادی کے لئے پانچ ہزار اور لڑکے کی شادی کے لئے دو ہزار کی مالیت حد مقرر کی گئی تھی۔لیکن افسوس ہے کہ ملک کے بہت سے دوسرے قوانین کی طرح اس قانون پر بھی عمل نہیں کیا جاسکا۔اسلامی تعلیمات اور سنت رسول ﷺ کی رو سے دو بول اور معمولی شرینی کے ساتھ نکاح کو مستحسن تصور کیا جاتا ہے۔ایک حدیث نبوی ﷺ کی رو سے وہ شادی بہت اچھی ہے جو بہت آسان ہو اور جس میں کم سے کم بار ہو۔ہماری حکومت،علماء کرام اور ذرائع ابلاغ عامہ کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ عوام کو اس بارے میں ترغیب دی جائے کہ شادی کے معاملات کے لئے ایسی ناجائز غیر شرعی پابندیاں معاشرے کے لئے مضر ثابت ہورہی ہیں۔ہماری بعض برادریوں میں سادہ نکاح اور معمولی سے تحائف کا رواج ہے اور ان کی شادیاں مسجدوں یا اپنی برادری کے مراکز اجتماعات میں ہوتی ہیں۔اگر اس بارے میں ذرائع ابلاغ عامہ کے ذریعے ایسی سادگی اپنانے اور شادی بیاہ کے اخراجات کم کرنے کے لئے ایک عمومی ترغیبی مہم چلائی جائے اور ہمارے ارباب بست وکشاد ارباب حکومت اور قیادت خود عملی مثالیں قائم کرکے اس مہم کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں تو اصلاح احوال ہوسکتی ہے اور معاشرت کا یہ شعبہ صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھل سکتا ہے۔

☆احتفظ بهذه كرة في جيبك [illegible] ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۵۔شادی بیاہ کی دیگر مسرفانہ رسومات کا خاتمہ

شادی کی رسومات اور اخراجات میں اضافہ اس وقت بہت بڑا سماجی مسئلہ بن چکا ہے۔ان رسومات میں جہیز اور بری کے تحائف' دوسری رسومات مثلاً مہندی' تیل' مایوں وغیرہ اور مہمانوں کے کھانے اور تعداد پر کڑی پابندیاں لگائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام معاملات اصلاً مباحات کے دائرہ میں آتے ہیں اور حکومت کو ان میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔لیکن شریعت کا ایک طے شدہ اصول ہے کہ جو امر مباح معاشرے میں فساد اور پریشانی کا ذریعہ بن جائے اس کے سدباب کے لئے حکومت وقت کو دخل دینے کا اختیار ہی نہیں بلکہ اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔چنانچہ ان رسومات اور غلط رواجات کی بناء پر چونکہ بہت سی خرابیاں معاشرے میں جنم لے چکی ہیں اور ان کے برے اثرات بے شمار خرابیوں کا باعث بن رہے ہیں' اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ اس سلسلے میں سخت قدم اٹھایا جائے۔اس کے لئے مندرجہ ذیل فوری اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ایکٹ ۱۹۷۶ء کے احکام پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

(۲) شادی بیاہ کے موقع پر زیورات کی نمائش کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

(۳) بارات میں دولہا کے ہمراہ کم سے کم افراد کی شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(۴) باراتیوں کو دلہن کے گھر سے سوائے ایک چائے کی پیالی اور ایک دو بسکٹ کے کوئی چیز نہیں کھلائی جانی چاہیئے۔

(۵) مہمانوں کی مقررہ تعداد سے زیادہ مہمان بلانے والوں یا ان کی تواضع کرنے والے کو مناسب تعزیری سزا دی جائے۔

(۶) ملک کے قائدین بالخصوص ممتاز علمائے کرام' صدر مملکت' وزیر اعظم' وزراء اور دوسرے ممتاز حضرات شادیوں کی ایسی تمام تقریبات میں شرکت سے احتراز کریں جو ان کے خاندان اور انتہائی قریبی دوستوں کے حلقہ سے باہر ہو رہی ہوں۔اس لئے کہ وسیع پیمانہ پر ہونے والی شادیوں کی یہ تقریبات نہ صرف فضول خرچی اور اسراف و تبذیر کا سبب بن رہی ہیں بلکہ حکمرانوں کی شرکت سے ان کے بارے میں سرکاری سرپرستی کا بھی تاثر پیدا ہوتا ہے جس سے بہت سی معاشرتی قباحتیں پیدا ہو رہی ہیں۔

شادی بیاہ کے اخراجات میں سب سے بڑی لعنت جہیز یا بری میں ایک دوسرے کو زیور اور دیگر قیمتی

☆ابدا الناس بالسلام وحیهم بالبسمة ولاعرهم الاهتمام لتكون حبيبا الى قلوبهم قريبا منهم۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اشیاء دینے کا رواج ہے۔آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے خاتون جنتؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی شادی کے موقع پر شادی کے تمام اخراجات دولہا کی جانب سے ادا کرائے تھے۔روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی زرہ سواسو درہم میں فروخت کرائی اور اس سے حضرت علیؓ کے لئے گھر کی ضروری اشیاء،بستر،گدا،چھاگل،مشکیزہ وغیرہ کی خریداری کا اہتمام (حضرت علی کے مال سے) فرمایا۔یہ اہتمام اس لیے ضروری تھا کہ اس سے قبل حضرت علیؓ کا کوئی الگ گھر نہیں تھا اور وہ سرکار دو عالم ﷺ کے ایک اہل خاندان کے طور پر بچپن سے رہتے تھے۔اس عظیم الشان شادی میں سونے یا چاندی کا زیور تو درکنار سونے چاندی کی ایک انگوٹھی یا چھلہ تک نہ دیا گیا۔اس وقت ہمارے خاندانی ڈھانچہ اور شادی بیاہ کے معاملات کو جو لعنت سب سے زیادہ بری طرح متاثر کر رہی ہے وہ سونے،چاندی،ہیرے اور دیگر قیمتی دھاتوں کے علاوہ دیگر قیمتی اشیاء ہیں مثلاً ریفریجریٹر،ٹی وی،کار،ڈیپ فریزر،قیمتی پارچات،کراکری،سٹیل اور پیتل،تانبے وغیرہ کے برتن قیمتی فرنیچر وغیرہ کا وہی لامتناہی سلسلہ ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔صاحب ثروت لوگ تو یہ سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن تنخواہ دار طبقہ اور عوام کی اکثریت اس قبیح رسم سے بہت پریشان ہے۔جہیز پر پابندی اسی غرض سے عائد کی گئی تھی کہ ہندوانہ رسم ورواج کے بموجب کنیادان کی رسم کے تحت بڑے بڑے قیمتی جہیز اور نقد رقوم وغیرہ سے دولہا کو خرید کر ہی لڑکیوں کے ہاتھ پیلے کئے جاسکتے ہیں۔اس کے برعکس ہمارے ہادی ورہنما ﷺ نے اپنی سب سے پیاری صاحبزادی اور خاتون جنت کا جب گھر بسایا تو ان کے لئے ایک درہم بھی بطور جہیز خرچ نہیں کیا۔چونکہ آپ ﷺ کو ایک عالمگیر مثال قائم کرنا تھی اس لئے آپ ﷺ نے اس عظیم الشان شادی میں دولہا کی طرف سے شادی کے اخراجات ادا کرا کے ایک مثال قائم کردی۔آپ ﷺ کی تعلیم نے ہمیشہ کے لئے یہ بات طے کردی کہ شادی دو انسانوں میں مہر ومحبت،مودت،الفت،سکون اور رضائے الٰہی کے لئے کی جاتی ہے،قیمتی ساز وسامان کے لئے نہیں۔

خوشی کے مواقع کی غیر ضروری دعوتوں کے اخراجات بھی شرعاً اسراف یا تبذیر کے دائرے میں آتے ہیں جن کی شریعت نے سختی سے ممانعت کی ہے لیکن غمی یا مرگ کی دعوتوں کے اخراجات عموماً مورث/متوفی کے مال سے کئے جاتے ہیں۔جبکہ جس لمحہ متوفی کی وفات ہوتی ہے اس کے اموال اس کے ورثا کی ملکیت ہوجاتے ہیں۔اس لئے تدفین وتجہیز کے اخراجات کے علاوہ احباب کی دعوتوں کے مشترکہ ترکہ میں سے اخراجات نابالغ ورثاء کی حق تلفی کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ بالغ

☆ثق بنفسك ولا تعتمد على الناس واعتبر أنهم عليك لا لك وليس معك إلا الله ولا تغتر بإخوان الرخاء.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر اپنے حصہ میں سے ایسے اخراجات کریں تو وہ ان کی خوشی یا رضا سے کیے گئے شمار ہوں گے جبکہ نابالغ ورثاء کی سن بلوغ میں دی گئی رضامندی بھی شرعاً مسموع نہیں ہوتی اس لئے ایسے غیر شرعی اخراجات کو روکنے کا بہترین ذریعہ غمی/مرگ کی ان دعوتوں کے غلط رواجات کو کلیتاً ختم کر دینا ہی مصلحت عامہ ہے۔ ویسے بھی شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں مرگ ہو جائے ان اہل خانہ کو ان کے ہمسائے یا احباب کو چاہئے کہ تین روز تک کھانا مہیا کریں۔ چہ جائے کہ گھر والوں کو الٹا مہمانوں کے کھانوں کے اہتمام کے تردد میں ڈال کر ان کو اسراف وتبذیر پر مجبور کریں۔ لہذا اسطور بالا کی روشنی میں کونسل سفارش کرتی ہے کہ غمی/مرگ کی دعوتوں کے اخراجات کم سے کم رکھنے کے لئے ایسی دعوتوں میں غیر شرعی رسومات کو ختم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۱۶۔ آرڈیننس نفقہ برائے نادار اقرباء

اسلام ہر صاحب حیثیت مسلمان پر اپنے قریبی محتاج و مستحق اقرباء کی کفالت کو واجب قرار دیتا ہے۔ مگر ایسے محتاجوں کو قانونی تحفظ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کفالت کا مناسب انتظام مفقود ہے۔ لہذا اسلامی نظریاتی کونسل سفارش کرتی ہے کہ ایک آرڈیننس کے ذریعے نادار اقرباء کے نفقہ کا قانونی اہتمام کیا جائے اور معاشرے میں اسلامی معیشت کے ایک اہم لیکن بھولے بسرے انتظام کو از سر نو زندہ کیا جائے۔

۱۷۔ ائمہ مساجد کی تنخواہیں، مراعات اور سہولتیں

مسجد کا امام اس وقت بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ کا مظلوم ترین شخص ہے۔ ایک طرف وہ مسجد کی انتظامیہ کے احکام کا پابند ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کو نمازیوں سے بہتر تعلقات رکھنا ہوتے ہیں۔ اگر کمیٹی دھڑے بندی کی شکار ہو تو امام مسجد کو توازن قائم رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ مسجد کا امام خواہ اس کا تعلق شہری علاقے سے ہو یا دیہات سے، اس کو اتنا حق المحنت نہیں ملتا کہ وہ آسانی سے گزر اوقات کر سکے۔ دیہات کی بعض مسجدوں کے اماموں کو سرے سے کوئی لگی بندھی تنخواہ ہی نہیں ملتی۔ فصل کے موقع پر ان کو کچھ غلہ ملتا ہے لیکن اس سے ان کی چند مہینوں کی ضروریات بھی پوری نہیں ہوتیں اور وہ محنت ومشقت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ بعض مساجد میں امامت کی ذمہ داریوں کے علاوہ ان ائمہ کو مسجد مکاتب میں تدریسی ذمہ داریاں بھی پوری کرنی ہوتی ہیں جس کا انہیں کوئی اضافی معاوضہ نہیں ملتا، اور اگر بعض جگہ اضافی معاوضہ ملتا ہے تو وہ بہت معمولی ہوتا ہے قصبوں اور شہروں میں

☆احذر کلمۃ سوف وتاخیر الاعمال والتسویف باداء الواجب فان ھذا اول الفشل والاخفاق . ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جومساجد نجی انتظامی کمیٹیوں کے تحت ہیں وہاں کے ائمہ کی تنخواہیں اور بھی کم ہوتی ہیں اوران ائمہ کواوسطا ایک ہزارروپیہ مشاہرہ ملتاہے۔ایسی مساجد کی تعدادانگلیوں پرگنی جاسکتی ہیں جہاں ائمہ مساجد کی تنخواہیں اس سے زیادہ ہوں گی ۔اس ہوشربا گرانی کے دور میں ایک کنبہ دارفرد کے لئے اس قلیل تنخواہ میں ایک کنبہ کی کفالت بہت مشکل کام ہے۔مسجد کی انتظامیہ ان کی تنخواہوں میں اس لئے اضافہ نہیں کرپاتی کہ انہیں عطیات نہیں ملتے کہ وہ مسجد سے متعلق کارکنوں کے مشاہرہ میں اضافہ کرسکیں۔یہ تو نجی انتظام کے تحت مساجداوران کے کارکنوں کا حال تھالیکن حکومت کے زیرانتظام محکمہ اوقاف کی مساجد کے ائمہ کا حال بھی کچھ مختلف نہیں۔

تعجب کامقام ہے کہ اس مملکت میں جواسلام کے نام پرو جود میں آئی اورطویل انتظار کے بعداس مملکت میں اسلامی اقدار کے احیاء کے وعدے کئے جارہے ہیں' وہاں مساجد کے ائمہ کواتنامشاہرہ نہیں ملتاجس سے وہ اپنے خاندان کی اچھی طرح کفالت کرسکیں۔

حکومت کااولین فریضہ یہ ہے کہ وہ اس ضرورت کی طرف فوری توجہ دے تاکہ ائمہ مساجد کے لئے ایسے مشاہرے ہوں جن سے دین وملت کے یہ خادم اچھی طرح گزربسرکرسکیں۔اس کے علاوہ کم ازکم سرکاری انتظام کے تحت مساجد کے ائمہ کووہی سہولتیں دی جانی چاہئیں جودوسرے سرکاری ملازموں کوحاصل ہیں۔مثلاطبی سہولتیں مہیا کی جائیں'مدت ملازمت ختم ہونے پرانہیں پنشن ملنی چاہئے' ملازمتوں کومستقل کیاجائے۔

۱۸۔پڑوسیوں کے تعلقات کی تشکیل نو کے لئے مسجد کی سطح پرمحلہ وارانہ کمیٹیوں کی تشکیل۔

حسن معاشرت کے سلسلے میں خوش ہمسائیگی کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک معاشرے میں خیرسگالی پیداکرنے کے لئے مرکزی حیثیت کاحامل ہے اس پراسلام نے کس قدرتاکید کی ہے۔ان احکام کی اہمیت اس سے بہتر بیان نہیں ہوسکتی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا!کہ جبرائیل امین مجھے ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکیدفرماتے رہے کہ مجھے محسوس ہواکہ ہوسکتاہے ان کووراثت میں بھی شریک کردیں۔بدقسمتی سے مغربی معاشرت کے زیراثر اوراسلامی تعلیمات سے دوری کی بناء پرہمسایوں سے حسن سلوک کے بارے میں اسلامی تعلیمات کوبھلادیاگیاہے اس طرح معاشرت میں بہت سی خرابیاں پیداہوگئی ہیں ہمسایہ ہمسایہ کونہیں جانتا۔اس کی غمی خوشی میں شرکت'اس کی روزمرہ آسائشات اورتکالیف کااسلامی تعلیمات کی روشنی میں

☆اترك التردد في اتخاذ القرار [illegible] في [illegible] الحزم وتقدم☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیال رکھنا تو قصہ پارینہ ہو چکا ہے اب تو پڑوسی کا نام و پتہ جاننے کے بارے میں بھی عمومی سردمہری 'لاتعلقی اور بیگانگت نے معاشرے کو کئی مشکلات اور خرابیوں سے دوچار کر دیا ہے۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات اور معاشرتی اقدار کے احیاء کے لئے محلّہ وارانہ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو معاشرتی معاملات میں باہمی ربط وضبط میل ملاپ' شادی غمی اور دیگر معاشرتی تعلقات میں رہنمائی بھی مہیا کریں اور مشکلات میں پنچائتی کارروائیوں کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل کریں مثلاً محلے میں سماج دشمن یا دیگر اخلاقی کمزوریوں یا برائیوں میں مبتلا لوگوں کے خلاف مضبوط لابی اور ماحول پیدا کرنا وغیرہ اس قماش کے لوگوں کے خلاف مشترکہ طور پر اجتماعی حیثیت میں سرگرم عمل ہوں۔ان کمیٹیوں کی تشکیل میں مندرجہ ذیل امور کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے:۔

(۱) بیاہ اور دیگر غمی خوشی کے معاملات میں حسب ضرورت یا حالات ضرورت مند لوگوں کی امداد کی جائے۔

(۲) غمی وخوشی وغیرہ میں بھی ہاتھ بٹائیں۔

(۳) شہری سہولتوں مثلاً پینے کا پانی' نکاسی آب' سڑکوں' گٹروں' فٹ پاتھ کی دیکھ بھال' مرمت یا تعمیر۔

(۴) بچوں کے لئے کھیلوں کے لئے میدان یا پارکنگ کی دیکھ بھال۔

(۵) لاوارث یا بے سہارا فوت ہونے والے لوگوں کی تجہیز و تکفین۔

(۶) یتامی اور بیوگان کی مالی، مادی یا اخلاقی مدد۔

(۷) چور' ڈاکو اور اسی طرح کے دیگر سماج دشمن عناصر پر کڑی نگاہ۔ان کو وعظ ونصیحت سے ایسی کارروائیوں سے باز رہنے کی تلقین۔

(۸) مساجد کی سطح پر ہونے کی بناء پر یہ کمیٹیاں مساجد کے انتظامات' نمازیوں کی سہولتوں' اگر ہو سکے تو تعلیم بالغاں جو تدریس قرآن سے شروع ہو' ان کا مسجدوں میں اہتمام کریں۔

(۹) مساجد کے ساتھ دارالمطالعہ' لائبریریوں' ڈسپنسریوں اور مسافر خانوں کا قیام۔

(۱۰) صحت مندانہ ان ڈور گیموں کے لئے کمیونٹی سینٹروں کا قیام اور انتظام وانصرام

(۱۱) زیر تعلیم بچوں اور بچیوں کے لئے الگ الگ ٹیوشن سینٹر جن میں مخیّر حضرات اپنی طرف سے صدقہ کے طور پر ہفتہ میں چند روز یا چند گھنٹے اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق تعلیم اور تربیت کے لئے اپنی خدمات وقف کریں۔

(۱۲) بچیوں اور خواتین کو سلائی کڑھائی یا اسی طرح کی بعض دستکاریاں سکھلانے کے لئے دستکاری

☆ لا تضیع عمرك فی التنقل بین التخصصات والوظائف والمهن فإن معنی هذا أنك لم تنجح فی شیء۔ ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سینٹروں کا قیام۔

(۱۳) محلے میں مذہبی اورفرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے محلے کے معززین جن میں علماء کرام٬ دانشور٬ ماہرین تعلیم وقانون٬ وکلاء اور دیگر مخیر حضرات کی پائلٹ کمیٹیوں کا قیام٬ شہری اور تحصیل سطح پر عمل میں لانا۔

یہ کمیٹیاں اشیاء خوردونوش کے معیار٬ ان میں ملاوٹ٬ کم تول یا گھٹیا مال کے استعمال کی روک تھام کے لئے مونیٹرنگ کمیٹیوں کا کام انجام دیں۔

۱۹۔ برادری کی فلاحی تنظیموں سے گروہی اختلافات نہ پھیلائے جائیں۔

عصبیت پر مبنی برادری اور قبائل کے اتحادوں کے بجائے اجتماعی فلاحی مقاصد کے لئے تنظیمیں قائم کی جانی چاہئیں٬ اسلام نسلی یا گروہی امتیازات کی اجازت نہیں دیتا۔ ایسی تنظیموں کو فروغ دینے کی بجائے ضرورت اس امر کی ہے کہ اتحاد بین المسلمین کی فضا پیدا کی جائے۔ اس بات کا قانونی اہتمام کیا جائے کہ برادریوں یا قبیلوں اور زبانوں کی بنیاد پر تنظیمیں قائم نہ ہوں۔ بظاہر ان کا آغاز بڑا خوشنما اور معصومانہ ہوتا ہے لیکن بالآخر یہ تنظیمیں تعصب پھیلانے کا سبب بنتی ہیں۔

۲۰۔ سماجی برائیاں صرف قانونی اقدامات سے دور نہیں ہوسکتیں۔

سماجی برائیوں کو صرف اس طرح ختم نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے خلاف قوانین بنادیئے جائیں بلکہ متعدد ایسے اقدامات کرنا ہوں گے جو متعلقہ قوانین کو تقویت بہم پہنچائیں۔

پاکستانی عوام کے دلوں میں اسلام کی جڑیں بہت گہری ہیں تاہم ان کی آبیاری کی مسلسل ضرورت ہے۔ اگرچہ ہم مغربی اقدار اپنانے کے سبب اخلاقی انحطاط سے دوچار ہیں٬ تاہم عوام میں غیر ملکی سامراج کے طرز معاشرت کے خلاف ردعمل کی لہر روز بروز بلند تر ہوتی چلی جارہی ہے۔

۲۱۔ فرقہ واریت اور نسل پرستی۔

فرقہ وارانہ ہنگاموں سے حکمت عملی کے ساتھ نمٹنا چاہئے۔ قانون شکنی کو پوری قوت سے دبادینا چاہئے اور ایسے لوگوں کو سخت سزائیں دینی چاہئیں جو ہنگامہ آرائی کے مرتکب ہوں۔ نسل پرست لیڈروں کی بے لگام تقریروں اور تحریروں پر موثر ضبط قائم رکھنے کے لئے انتہائی سخت اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ جن لوگوں کی تقریریں یا تحریریں قابل اعتراض ہوں یا قانون کی زد میں آتی ہوں ان کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز کرنے میں کسی تذبذب یا پس وپیش سے کام نہیں لیا جانا چاہئے۔

............(جاری ہے)

☆لاتغضب فان الغضب یفسد المزاج ویغیر الخلق ویسيء العشرة ویفسد المودة ویقطع الصلة.☆

© rasailojaraid.com